Digitized by Khilafat Library Rabwah.

(192)

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ

نمبر ہفتم — بابت ماہ رجب سنہ ۱۲۹۶ ہجری مطابق جولائی سنہ ۱۸۷۹ء — جلد دوم

جو دو حصون پر منقسم ہے

حصہ اول مین بعض اصول ادلہ کاملہ کا ثبوت ہے — حصہ دوم مین بعض مضامین تہذیب الاخلاق سے بحث ہے

اور بضمن حصہ اول اہل نیچر کے اس خیال کا ابطال ہے کہ شریعت کی ہر بات کا عقل مین آجانا ضروری ہے

منجانب مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب لاہوری

اشتہار شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

(۱) یہ ماہواری رسالہ مذہبی ہے ملکی یا قومی باتون سے اسمین تعرض نہین

(۲) اسکی عام قیمت آٹھ آنہ ماہوار ہین خاص قیمت جو اغنیا و روسا سے لیجاتی ہے کم سے کم ایک روپیہ ماہوار اور بعض دو دو تین تین روپیہ ماہوار بھی دیتے ہین - وہ لوگ انجمن اشاعۃ السنۃ کے ممبر ہین - رعایتی قیمت جو بشرط سالیانہ پیشگی ادا کرنیکے تجویز ہوئی ہے چار آنہ ماہوار ہین اس رعایت کے مستحق دو قسم کے لوگ ہین قسم اول وہ لوگ ہین جو نہ پوری وسعت رکھتے ہین کہ پوری اعانت کرین اور نہ محض مسکین ہین کہ مفت لین -

قسم دوم وہ لوگ ہین جو تہذیب الاخلاق کے معتقد ہین اس رسالہ کے ابھی معتقد نہین ہوئے یا دونو مین متردد ہین اور بنظر تحقیق دونو کو دیکھ رہے ہین اسلئے وہ ہنوز اس رسالہ کے پوری اعانت کو ضروری نہین سمجھتے اور مفت لینے کا بھی استحقاق نہین رکھتے - پیشگی ادا کرنیکی شرط دونون قسم کے لئے ہے اور میعاد ادائے پیشگی تاریخ وصول پرچہ سے ایکماہ مقرر ہوئی ہے - جو اس اثنا مین سالیانہ نہ بھیجیگا اس سے آٹھ آنہ ماہوار سے کم نہ لیا جاویگا -

(۳) زر چندہ بذریعہ ہنڈوی و منی آرڈر ارسال فرماوین اگر نوٹ یا ٹکٹ بھیجین تو بذریعہ رجسٹری بھیجین ٹکٹ آدہ آنہ

مطبع مصطفائی لاہور مین طبع ہوا

نمبر سوم صفحہ ۴۷ سے نمبر ششم صفحہ ۱۸۷ تک دلیل دوم (منجملہ دلائل عقلیہ اصل اول منجملہ اصول جواب ادلہ کاملہ) کا بیان ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ عقل انسانی اختلاف وتناقض کے سبب بھروسے کے لایق نہین ہے اور احکام تشریع وتجویز کا وہ منصب نہین رکھتے - اب بقیہ دلائل عقلیہ اصل اول کا بیان ہوتا ہے

دلیل سوم یہ کہ عقل انسانی شریعت کی بنائی ہوی بہتیری باتونکا حسن وقبح ومدار ومبنی سمجھ نہین سکتے پھر وہ اُن باتونکو بن بتاے کیونکر سمجھ سکتے ہین اُن پر احکام حلال وحرام کس طرح لگا سکتے ہے پس معتزلہ وغیرہ قائلین حسن وقبح کا یہ قول کہ الاشارع وکانت الافعال لثبت الاحکام یعنے شارع نہوتا اور فعال پائی جاتے تو اُن پر بھی احکام لگائے جاتے علے العموم والاطلاق کس طرح صحیح ہوسکتا ہے -

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ہرچند ماتریدیہ کے مذہب کے موافق ہزار رہا تو جو شرع نے ہمکو بتائی ہین ہم سمجھ سکتے ہین اور اُن کی مشروعیت کی وجہ عقل سے پہچانتے اور بیان کرتے ہین

تمثیلات

(۱) عبادت مین شکر منعم پایا جاتا ہے اس لئے وہ واجب ہوئے

(۲) کفر وشرک مین ناشکری واحسان فراموشی ہے اس لئے اسکی حرمت تجویز ہوئی -

(۳) نکاح مین عفت وحفظ صحت وبقاء نسل وتربیت اولاد ہے اس لئے وہ مشروع ہوا -

(۴) سفاح (یعنے زنا) مین حق تلفی غیر وقطع نسل واضاعت اولاد ہے اس لئے وہ حرام ٹہیرا -

(۵) سود وقمار وفساد ہیجون مین رجیسے کچے پہلو سنجو بیچنا ودھوکہ وخبن فاحش سے بیع کرنا) ظلم وایذا خلائق ہے اس لئے اُن پر حکم حرمت لگایا گیا

(۶) بیع وشرا صحیح رفاہ عیش خلائق کا مدار ہے اس لئے اُسکو حلال کیا -

(۷) بول وپراز وغیرہ متعفن چیزون سے

روح اور جسم کا نقصان ہے اس لئے اُن سے پرہیز کا حکم ہوا۔

(۸) طیبات و ستھری چیزون سے روح و بدن کا فائدہ متصور ہے اس لئے اُن کو مباح فرمایا۔

(۹) راستبازی عدالت و مروت معاملات دین و دنیا کی بہتری کا مدار ہین اس لئے اُن کو دین ٹھہرایا۔

(۱۰) ظلم و تعدی و دروغگوئی حسن معاشرت مین خلل انداز ہین اس لئے اُن کو حرام فرمایا فقال عز من قائل ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربے وینھی عن الفحشا والمنکر والبغی۔ اسی قسم کے ہزارہا احکام حلال و حرام ہین جنکے حسن و قبح کو ہم بعد ورود شرع بخوبی سمجھ رہے ہین **ولیکن** من ذالک صدہا باتین شریعت کی ایسی ہین جن کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اُن کی شرعیت و عدم شرعیت کی ایسی وجہ جس مین اشتباہ باقی نہ ہے اور چون و چرا عقل کا انقطاع ہو جاوے بیان نہین کر سکتے۔

تمثیلات

(۱) ریح یا بول یا براز کے نکلنے سے تمام بدن کا ناپاک ہو جانا جسکو حدث کہتے ہین۔

(۲) پھر اس ناپاک بدن کا فقط ہاتھ پاؤن مونہہ دھونے سے (جسکو وضو کہتے ہین) پاک ہو جانا۔

(۳) اس پاکی یعنے وضو مین ہاتھ کی حد کہنیون تک پاؤن کے ٹخنون تک مقرر کرنا۔

(۴) اس مین بجائے غسل سر مسح کافی ٹھہرانا اور اس مسح کے لئے سر کی چوتھائی یا ایک دو بال یا تمام سر کو مقرر کرنا۔

(۵) اس مین بجائے غسل پاؤن کے موزہ پہن کر مسح تجویز کرنا اور اس مسح کے لئے پشت قدم کو مخصوص کرنا۔

(۶) بوقت پانی نہ ہونے کے مٹی کو مونہہ اور ہاتھون پر ملنا اور اس حکم سے سر اور پاؤن کو مستثنے کرنا۔

(۷) عبادت کو بہیئت نماز ادا کرنا اور

اس مین خاص خاص صورتین اور خاص خاص اذکار اور خاص خاص اوقات اور خاص خاص عدد رکعات اور خاص سمت وجہت مقرر کرنا۔

(۸) صوم کے لئے طلوع فجر سے غروب آفتاب تک وقت مقرر کرنا پھر تمام سال کے مہینون سے ایک ماہ رمضان اس کے واسطے مخصوص کرنا اور اس سے دوسرے دن (یعنے غرہ شوال) کا روزہ حرام ٹھہرانا۔ اور روزہ توڑ دینے پر کفارہ خاص تجویز کرنا

(۹) وجوب زکوۃ کے لئے ایک عدد خاص کو (کہ بکریان ہون تو کم سے کم چالیس ہون۔ اونٹ کم سے کم پانچ چاندی کم سے کم پچاس تولہ) مخصوص کرنا۔

(۱۰) حج کے لئے خاص خاص ارکان خاص مکان خاص زمان خاص خاص دعوات واذکار خاص صورت ولباس معین کرنا۔

(۱۱) وراثت کے باب مین باپ کا چھٹا حصہ اور مان کا تیسرا حصہ یا چھٹا۔ بیٹی کا نصف۔ بیٹے کا اس سے دگنا۔ صلبی اولاد سے مرد وعورت دونو کو وارث بنانا۔ بھائی کی اولاد سے عورتون کو مردون کے ہوتے محروم ٹھہرانا۔ بہن کی اولاد ہو تو دونو فریق کو گرانا۔

(۱۲) ازدواج کے قانون مین باپ کی بیٹی کو حرام ٹھہرانا (چچا (جو عرفاً وشرعاً باپ کی مثل ہے) کی بیٹی کو حلال فرمانا۔ خالہ کو حرام کہنا۔ خالہ کی بیٹی کو حلال بتانا۔

(۱۳) پرورش کے دستور مین دودھ پلانے کی میعاد کو دو سال سے محدود کرنا اس سے ایک دن اوپر دودھ دینے کو حرام ٹھہرانا۔

وعلیٰ ہذا القیاس صدہا باتون کو ہم سمجھ نہین سکتے اور اس کے وجہ عقلی جس مین جائے سوال باقی نرہے بتا نہین سکتے۔

یہ تو فروعات ہین جو ضبط وحصر سے باہر ہین۔ اور ان کی کثرت کے سبب ہر ایک کی وجہ کا جاننا بہت مشکل ہے۔ ہم بعض **اصول اسلام** کو (جو مصور ومسدد دہین) اچھی طرح سمجھ نہین سکتے۔ اور ان کی

اصلیت وحقیقت وصورت وکیفیت کو عقل کے ذریعہ سے بتا نہیں سکتے - بلکہ جو کچھ خدا اور رسول نے بتایا اُسکو ہم مانتا و اعتقاداً مانتے ہین اور خدا ورسول کی تقلید سے اُسکو حق جانتے ہین -

تمثیلات

(۱) خدا تعالےٰ کے وجود کو ہم بجز اسکے کہ وہ ہے کچھ نہین جانتے - اور اس ہونے کی صورت وکیفیت خیال مین نہین لاسکتے -

جن صفات سے خدا تعالےٰ نے ہمکو اپنا ہونا بتایا ہے - کہ وہ وہ ہے جس نے آسمان یا آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور وہ عرش پر ہے اور بولتا اور سنتا اور دیکھتا خوش ہوتا ہے ہم اُن صفات کو بھی اچھی طرح نہین سمجھتے اور اُن کی صورت وکیفیت کو خیال مین متعین نہین کرسکتے

اس مین ہم سمجھتے ہین تو یہی سمجھتے ہین کہ ہم اُسکو نہین سمجھتے اور جو سمجھتے ہین خدا کو اُسکے لایق نہین جانتے

ہماری عقل اسمین گھوڑا دوڑاتی ہے تو یہی خبر لاتی ہے کہ کلما خطر ببالک فاللہ تعالےٰ منزہ عن ذالک یعنے جو تیرے خیال مین آوے اللہ تعالےٰ اُس سے پاک ہے خدا تعالےٰ کو ہم عرش پر جانتے ہین تو ایسا نہین جانتے جیسے کوئی بادشاہ اپنے تخت یا جو کی پر بیٹھا ہوا ہوتا ہے بلکہ ایسا کچھ جانتے ہین جیسا اُسکی ذات کو لایق ہے - اور ہمارے فہم وادراک سے اسکی صورت وکیفیت خارج ہے

(۲) ہم نزع کی حالات سے روح کا جسم سے متعلق ہونا اور مردہ کو عذاب وثواب کا محل ہونا ہم (اہل سنت) مانتے ہین تو اس تعلق کی پوری کیفیت وتفصیلی حالت کو کچھ نہین جانتے اور لوازم حیات جو دنیا مین ہم دیکھتے اور سمجھتے ہین وہ بھی یہان تجویز نہین کرسکتے بلکہ اتنا ہے کہتے اور جانتے ہین کہ روح کو جسم سے (گو وہ کیسی ہی صورت مین چلا جاوے) تعلق ہوجاوے یا پانی ہوا ہوجاوے

یا ہتی) اس قسم کا اور اسقدر متعلق ہو جاتا ہے
جس سے وہ لذت و عذاب کا اور ادراک کر سکتا
ہے اور وہ پورا پورا ہماری سمجھ مین
نہین آتا۔

(۳) قیامت کے حالات سے روح
کی قبر سے اُٹھنے کو اور میدان حشر مین حاضر
ہونیکو اور دوزخ و بہشت مین رنج و راحت
پانیکو کافہ اہل اسلام مانتے ہین تو اسکی
پوری کیفیت و تفصیلی حالت کو نہین جانتے
اور جو کچھ شرع مین اُس کا بیان آچکا
ہے اس سے علاوہ حالات دنیاوی کے
قیاس پر اُس مین کچھ نہین کہہ سکتے۔
اور جب عقل انسانی شرع کی بتائی ہوئی
بعض اصول و فروع کو سمجھ نہین سکتے
تو وہ ان اصول و فروع کو بن بتائے
کیونکر سمجھ سکتی ہے۔ اور اُنپر اعتقادی
یا عملی احکام کس طرح لگا سکتے ہے۔
جو امر کسی کے خواب و خیال مین نہین آتا
اس مین وہ کوئی تجویز کب کر سکتا ہے
یہان اگر کوئی یہ **شبہ** کرے
کہ ایسی بات کا جو سمجھ مین نہ آوے
تجویز کرنا اور اسپر کوئی حکم لگانا مشکل
یا محال ہے تو اُسکو کیسکی تقلید سے
مان لینا کب جائز ہے۔ پھر اہل اسلام
ایسی باتونکو تقلید پیغمبر کیون مانتے
ہین اور اُنپر عمل و اعتقاد کیون رکھتے
ہین جسے سوچے بے سمجھے ان باتونکا
مان لینا جائز ہے تو پھر اُن مین اور نصاریٰ
کے اعتقاد تثلیث مین کیا فرق ہے ہم
وہ بھی تو یہی کہتے ہین کہ یہ مذہب کی بات
ہے اسکو بے سمجھے مان لینا چاہیئے اور
اس مین چون وچرا نکرنا چاہیئے۔

تو جواب اسکا یہ ہے کہ جیسے حکمت
سے بے علم شخص کو حکیم کی ایسی بات کا
جو اُسکی سمجھ مین نہ آوے مان لینا واجب
ہے اور اس کی تسلیم و تعمیل مین توقف
کرنا اس کے جہالت و حماقت کا مثبت
ہوتا ہے اور کبھی اُس کی ہلاکت کا سبب
ہو جاتا ہے اور یہ اس حالت مین ہے
کہ مثلاً وہ دردذات الجنب مین مبتلا
ہے اور حکیم اسکو فصد لوانیکا حکم
دیتا ہے اور وہ اس حکم کی تعمیل

سے متوقف ہو اور یہ بات کہتا ہو کہ جبتک اسکی وجہ معقول نہ سمجھ لونگا اُسپر عمل نہ کرونگا یہ شخص اسیطرح اس حکم کی تعمیل سے متوقف رہیگا اور بے سمجھے یہ علاج کرنا پسند نہ کریگا تو تھوڑی دیر مین ہلاک ہو جاویگا - اس حکیم کی تجویز پر معترض ہونا اور اُسکی تعمیل مین متوقف رہنا اس شخص کا کام ہے جو اس حکیم کو حکیم نہین سمجھتا اور آپ علم حکمت مین اس سے زیادہ مہارت رکھتا ہے

اسیطرح غیر نبی کو نبی کی ایسی باتونکا جو اسکے سمجھ مین نہ آوین مان لینا واجب ہے اور اسکی تعمیل سے توقف کرنا اسکے ضلالت و ہلاکت کا باعث ہوتا ہے - نبی پر اعتراض کرنا اُس شخص کا کام ہے جو نبی کو نبی نہ جانتا ہو اور خود منصب نبوت رکھتا ہو اور اُسکی نسبت علوم مین زیادتی کا مدعی ہو

رہا جواب اس امر کا کہ ایسی باتین ماننے اور تثلیث پر اعتقاد رکھنے مین کیا فرق ہے سو یہ ہے کہ یہ باتین ممکن الوجود و مجہول الکنہ ہین - اور تثلیث ممتنع الوجود و معلوم البطلان ہے - یعنے وہ باتین گو ہماری سمجھ مین نہین آتین لیکن جائز اور ہو سکتی معلوم ہوتی ہین - بخلاف تثلیث کہ اسکی حقیقت ہم سمجھتے ہین پھر اسکے باطل ہونیکا علم رکھتے ہین -

اس امر کی تفصیل ہم مبحث اثبات نبوت مین کرینگے اور اصل سوال کے جواب کی تائید نمبر پنجم صفحہ ۱۳۳ وغیرہ مین بھی ہو چکی ہے

ہماری اس دلیل سوم

کے تسلیم کرنے اور اُسکو اپنے اوپر حجت ملزمہ سمجھنے مین معتزلہ وغیرہ ہمارے قدیمی مخالفین کو تو جائے عذر و کلام نہین اس لئے کہ شریعت کی بعض باتون کے عقل مین نہ آنے سے اُنکو انکار نہین -

لیکن شاید فیچر مذہب بنانے والے

اس دلیل کو نہ مانین اور اُسکے خلاف مین اسبات کو مدعی ہو جاوین کہ شریعت کی

ہر بات کو ہم عقل سے سمجھ سکتے ہین اور جو ہماری عقل مین نہ آوے اُسکو شریعت نہین جانتے - اور اُسپر وہ اسبات کو **دلیل** ٹھیراوین جو آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی نے مضمون کاشنس مین کہی ہو کہ انسان عقل کے سبب مکلف ہوا ہے تو بالضرورۃ جسبات پر وہ مکلف ہوا ہے وہ عقل انسانی سے خارج نہین ہے -

یا یہ **دلیل** (۲) قائم کرین کہ عقل اپنی ذاتی قوت سے اور اک بعض احکام سے قاصر و عاجز ہے تو کیا ڈر ہے - اسکے ساتھہ اسکا رہبر و ہادی قانون قدرت جو موجود ہے جس سے ہر بات کا دریافت ہونا ممکن ہے

ہر چند ان حضرات کا جواب حصہ اول مین اجمالی ہے اسلئے کہ اس امر کیواسطے حصہ دوم کو مخصوص کیا گیا ہو ولیکن تنبیہ و اقتصار للمقام یہان بھی مجمل جواب سے رہا نہین جاتا اور مختصر اگذارش کیا جاتا ہے کہ **دعوی** انکا تسلیم نبوت و اعتقاد حقانیت رسالت کے مخالف ہو چنانچہ اسکا ثبوت نمبر پنجم صفحہ (۱۳۳) وغیرہ مین گذر چکا ہے اور **دلیل اول** انکے اثبات مدعا سے قاصر ہے اور عقل کے سبب مکلف ہونیکا یہ لازمہ نہین ہے کہ جن بات پر وہ مکلف ہوا ہو وہ اسکے عقل سے خارج نہو - اسکا ثبوت نمبر چہارم صفحہ (۱۱۴) مین ہو چکا ہے

اور **دلیل دوم** کی بنیاد ہوا پر قائم ہے یعنے جس قانون قدرت کی وجود پر اس دلیل کی بنا ہے ہنوز اسکا نام و نشان نہین ہے اس کا ذکر نمبر ہائے سابقہ مین بخوبی ہو لیا ہے اور خاص کر نمبر ششم کا دوسرا حصہ اسیکی بحث مین گذر رہا ہے ۱۲

علاوہ بران کچھہ یہان تازہ گذارش بھی کیجاتی ہے کہ اگر یہ حضرات شریعت کی ہر بات کا عقل مین آجانا ضروری جانتے ہین اور جو عقل سے خارج ہو اسکو دین سے خارج سمجھتے ہین - تو اُن پر لازم و واجب ہے کہ اُن امور کی (جنکو ہمنے مجہول الکنہ یا غیر معقول المعنی بتایا ہے) کنہ بتا دین اور اُنکو عقل سے موافق و مطابق کر دکھا دین -

نہین تو اُنکا خارج از دین ہونا ثابت کرین

اور اسکا ثبوت دین کہ یہ باتین مولویون نے از خود بنا دہری ہین خدا اور رسول نے یہ باتین ہرگز نہین بتائین

سبھی باتون کی نسبت یہ کام نہو سکے تو فقط وجود و صفات خالق و صورت کذائی نماز کی باب مین کچھ کام کر دکھاوین اور انکی کنہہ اور وجہ کی بیان سے ہنر ظاہر کرین

منجملہ صفات باریتعالے دیکھنے کے حقیقت بیان کرین اور بتاوین کہ وہ کسطرح دیکھتا ہے اور کس چیز سے دیکھتا ہے اور اسکا دیکھنا کیا معنی رکھتا ہے ؟

اگر یہ جواب دینا ہو کہ اسکے دیکھنے سے اسکا علم یعنے جاننا مراد ہے تو یہ خود دیکھنے کے مانند مجہول الکنہ صفت ہی - پہلے اسیکو بتاوین کہ اسکے علم سے کیا مراد ہے اور یہ کہ وہ کسطرح جانتا ہے اور اسکا علم عین اسکی ذات ہی یا اسکی جزو یا کوئی امر اسسے علحدہ یا اس سے ملا ہوا یا اس سے منتزع و مفہوم ہوتا -

ان شقوق سے جس شق کو جواب مین اختیار کرینگے اور یہ کہینگے کہ اسکا علم عین اسکی ذات ہے اور صفت علم اسکی ذات سے علاوہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ خود مجہول الکنہہ امر ہی - پہلے اسیکو بتلاوین کہ اسکی ذات کیا چیز ہے اور اسکی انیت و اصلیت کیا ہے -

اس ذات کو کسی دوسرے صفتہ (جیسے وجود یا خالقیت) سے بیان کرینگے تو یہی سلسلہ سوالات اسمین جاری ہوگا - جس صفت کا نام لینگے - ہم اسکی نسبت کہینگے کہ یہ صفت بھی مجہول الکنہہ ہے - پہلے اسیکو بتاوین اور اسکے حقیقت بیان کرین

مثلاً وجود کی نسبت ہم یہ سوال کرینگے کہ خدا کا وجود کسطرح کا ہے اور کیا اصلیت رکھتا ہے انسان کیطرح ہے - یا آسمان کی مانند پہاڑ کی مثل ہے یا ہوا کی مماثل - اسبات کو ہم فلسفی اصطلاح پر یون پوچھینگے کہ وجود بمعنی مصدر انتزاعی (جسکو ہندی مین ہونا کہتے ہین اور فارسی مین ہستی) تو کچھ اصلیت و تحصل نہین رکھتا تابع محل انتزاع و انتزاع منتزع کے ہوتا ہے - وجود باری بمعنے منشا آثار خارجیہ یا بمعنے

مابہ الموجودیۃ بتلاوا ور اُسکے اِنیت وصلیت ظاہر کرو۔

اور خالق ہونیکی نسبت یہ کہینگے

کہ جو پیدا کرنے کی کیفیت وحقیقت ہمارے علم ومشاہدہ مین ہے جسکے واسطے مادہ وآلات وزمان ومکان وغیرہ اشیاء کا ہونا ضروری ہے اور بدون اسکے اسکا وجود ناممکن) وہ تو اُس خداوند کی خالق ہونے مین متصور نہین پھر وہ خالق ہے تو کسطرح پر ہے اور اسکے بنانے کی کیفیت وصورت وحقیقت کیا ہے

آخر کیا تو لاچار ہوکر یہ اقرار کرینگے کہ اسکے دیکھنے کی حقیقت ہم نہین جانتے اور اسکے علم کی حقیقت بھی نہین پہچانتے اسکی ذات کی کنہ بھی نہین سمجھتے اسکے وجود کو بھی کچھ بتا نہین سکتے۔ ان صفتونکو اسکے لوازم سے پہچانتے ہین۔ اصل حقائق کو مجہول الکنہ مانتے ہین۔ اسمین ہماری بات کی تسلیم وتصدیق کرینگے۔ اور کیا وجود ذات وعلم ورویت وخالقیت خدا سے انکار کرینگے اور اسلام سے ہاتھ دہو بیٹھینگے۔

ومنجملہ ہیئات واداب واذکار نماز

ہیئت سجود کی وجہ بیان کرین کہ اسمین سر کو نیچے اور مقعد کو اوپر کرنا کیون تجویز ہوا۔ بجاے اسکے وہ سجدہ جو عیسائی کرتے ہین کہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے میز پر پیشانی لگادیتے ہین کیون تجویز نہوا۔

اور اسمین لفظ سبحان ربی الاعلے نے کیا قصور کیا۔ اور قرآن پڑھنا یہان کیون ممنوع ٹہیرا۔ اسمین جو وجومات نکالینگے وہ اسی قسم کے سوالات کا مورد ہونگے۔

آخر لاچار ہوکر کیا تو ہماری بات کو مانینگے اور یہ اقرار کرینگے کہ ان خصوصیات اذکار وہیات کی وجہ ہم نہین جانتے اور انکو طبیب روحانی وحکیم ایمانی (محمد رسول اللہ صلعم) کے کہنے سے مان رہے ہین یا یہ کہہ اُٹہینگے کہ یہ خصوصیات وہیات اصل اسلام وحقیقت عبادت سے خارج ہین جو مولوی لوگون نے از خود نکالکر دین مین داخل کردی ہین۔ خدا کو جسطرح کوئی چاہے یاد کرے۔ قرآنی اذکار سے۔ یا شاستری پنجون سے۔ راودھاکشن رہکر یا مسلمان بنکر دھوتی تہلون پہنکر گلے مین زنار ڈالکر ماتھے پر تلک

(197)

لگا کر - یا شرعی صورت و لباس مین آکر مسجد مین بیٹھکر یا شوالی اور گرجا مین جاکر - یہ کہینگے تو بھی اسلام سے ہاتھ دہو بیٹھین گے - آئندہ اختیار

ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند

تنبیہ

کوئی صاحب ان امور کی وجوہات عقلیہ بیان کرنا چاہین تو اس امر کو ضرور لحاظ رکھین کہ جو وجہ عقلی بیان کرین اسمین نقل و تقلید نبوت کو دخل ندین - اور اسباب مین تصانیف امام غزالی و حجۃ اللہ البالغہ تصنیف شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی تقلید نکرین اسرار احکام شریعت مین جو ان حضرات نے بیان کیا ہے وہ ایسا عقلی بیان نہین ہی جسمین نقل و تسلیم نبوت کا دخل نہو - ایسا قطعی نہین جسمین چون و چرا عقل کو گنجایش نہو

ان لوگونکے بیانات کو ہم لوگ مانتے ہین جو عقل کو نقل کی تابع کرتے ہین - وہ اُن لوگونکے ماننے و احتجاج کرنیکے لائق نہین جو عقل کو مستقل حاکم جانتے ہین - اور بدون شہادت عقل نقل کی کوئی بات نہین مانتے -

تمثیل

مین اس امر کو ایک مثال دیکر واضح کرتا ہون اور جو میرا خیال ہے وہ لوگون کو سمجہاتا ہون -

حضرت شاہ ولی اللہ مرحوم نی حجۃ اللہ البالغہ مین اسرار نماز کے بیان مین فرمایا ہے

اعلم ان الانسان قد یختطف الی الحظیرۃ المقدسۃ فیلتصق بجناب اللہ تعالی ثم یصوق و تنزل علیہ من ہنالک التجلیات المقدسۃ فتغلب علی النفس و یشاہد ہنالک ما لا یقدر اللسان علی وصفہ ثم یرد الی حیث کان فلا یقربہ القرار فیعالج نفسہ بحالۃ ہی اقرب الحالات السفلیۃ من

جان رکھو کہ انسان کبھی مقدس حاطہ (بارگاہ الہی) مین اُچک کر لیا جاتا ہی اور وہ اُس درگاہ مین پوری طرح مل جاتا ہے اور اسپر وہان سے مقدس تجلیات نازل ہوتے ہین جنکا اُسکے نفس پر غلبہ ہو جاتا ہی - وہان وہ وہ کچھ دیکھتا ہی جسکے بیان پر زبان کو قدرت نہین ہے - پہر اپنے اصلی مقام (انسانیت و نفسانیت) مین پہیرا جاتا ہے - تو وہان اسکو چین نہین آتا - پس ایسی حالت پیدا کرنے مین (جو عالم سفلی کی حالات

استغراق النفس فی معرفة بارئها
ویتخذها شرکا لاقتناص ما فاته
منها وتلك الحالة هی التعظیم والخضوع
والمناجات فی ضمن افعال واقوال بنیت
لذلك ویتلوه رجل سمع المخبر الصادق
یدعوه الی هذه الحالة ویرغب فیها
فصدقه بشهادة قلبه ففعل ووجد ما
وعد به حقا وارتقی الی ما یرجوه
ثم یتلوه رجل الجاه الانبیاء الی
الصلوات وهو لا یعلم بمنزلة الوالد
یحبس اولیاءه علی تعلیم الصناعات
النافعة وهم کارهون

واصل الصلوة ثلثة اشیاء -
ان یخضع القلب عند ملاحظة
جلال الله وعظمته ویعبر اللسان
عن تلك العظمة وذلك الخضوع

استغراق سے جو اسکو خدا کی معرفت مین حاصل ہوتا ہی
قریب ہو) - ہاتھ پاؤن مارتا ہے اور وہ اس حالت کے
(جو اس سے فوت ہوئی) شکار کرنیکے لئے اسحالت سفلیہ
کو دام بناتا ہی وہ حالت اس تعظیم و عجز و مناجات کا نام ہے
جو بضمن اون فعلون اور قولونکے پائی جاتی ہے
جو اسحالت کے لئے مقرر کئی گئی ہین - ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہی جو مخبر صادق
کی (جو اس مقدس حالت کیطرف بلاوے اور اسکے
رغبت دلاوے) بات سن لیتا ہی اور اسکو دل کی شہادت
سے سچ جانتا ہی پس جو کچھ وہ کہتا ہے سو کرتا ہے
اور اسکے وعدہ کو حق پاتا ہے اور اس حالت کیطرف
جسکا امیدوار تھا ترقی حاصل کرتا ہے ایسے شخص کے
قریب قریب ایسا شخص بھی ہوتا ہے جو اس حالت
کو نہین جانتا انبیا اسکو اس حالت کے فعلونپر (جو نماز
سے عبارت ہی) مجبور کرتے ہین جیسے مان باپ اپنی
اولاد کو نافع ہنر و صناعتون کے سکھانے پر مجبور
کرتے ہین اور وہ اسکو برا جانتے ہین -

نماز کی تین اصول ہین - ۱ بوقت ملاحظہ
عظمت و جلالت خداوندی دل کا عاجز ہونا -
۲ خدا کی عظمت اور اپنی دل کی عاجزی فصیح عبارت سے بیان کرنا
۳ ہاتھ پاؤن وغیرہ جوارح کو اس عاجزی کے موافق

عبارة وان یرد بالجوارح حسب
ذلك الخضوع قال القائل شعر
اذا تکم الشعر فی ثلثة + بیك وبلسانی ونصیر
ومن الافعال التعظیمیة ان یقوم بین یدیه
مناجیا ویقبل علیه مواجها واشد من
ذلك ان یستشعر ذله وعزة ربه فینکس
راسه اذ من الامر المجبول فی قاطبة
البشر والبهائم ان یرفع العنق للهیبة
والتکبر وتنکیسه آیة الخضوع والانکسار
وهو قوله تعالی فظلت اعناقهم
لها خاضعین
واشد من ذلك ان یعفر وجهه الذی
هو اشرف اعضاءه ومجمع حواسه
بین یدیه فتلك التعظیمات الثلث
الفعلیة شائعة فی طوائف البشر
لا یزالون یفعلونها فی صلوتهم و
عند ملوکهم وامائهم واحسن الصلوة
ما کان جامعا بین الاوضاع الثلثة
مترقیا من الادنی الی الاعلی لیحصل الترقی
فی استشعار الخضوع والتذلل وفی
الترقی من الفائدة ما لیس فی افراد

مودب رکھنا۔ چنانچہ کسی شاعر نے اپنی تعظیم کی طرح
مین کہا ہی۔ تمہاری نعمتون نے میری تینون چیزون کو
لے لیا۔ ہاتھ کو اور زبان کو اور اس دل کو جو چھپا ہوا ہے
وتعظیمی تعظیمی فعلوں کی یہ امر ہی کہ خدا کے سامنے مناجات
کرتا ہوا کھڑا ہو جائے اور دل کو اسکے سامنے رکھے
اس سے بڑھکر یہ امر کہ اپنی ذلت اور خدا کی عزت
کو سوچکر پس سرنگون ہو جاوے یہ سب انسانون اور
اور جانورون کی جبلی امر ہی کہ گردن اٹھانا تکبر کی نشانی
ہے اور سر جھکانا عاجزی اور فروتنی۔ اسی بنا پر
خدا نے فرمایا کہ وہ نشانی دیکھین تو انکی گردنین آگے
آگے ذلیل رہین۔
اس سے بھی بڑھکر یہ امر ہے کہ وہ اس منہ کو جو تمام
اعضاے شریف اور حواس خمسہ کا مجمع اسکے سامنے خاک
مین ملاوے۔ یہ تینون فعلی تعظیمین انسانون کے تمام فرقون
مین مروج ہین وہ ہمیشہ اپنے بادشاہون اور امراؤنکے
سامنے اور اپنی عبادتون مین یہی کام کرتے ہین۔
نمازون مین اچھی وہ نماز ہی جو تینون مراتب تعظیم کے
جامع ہو اور آسمان ادنے سے اعلی کیطرف ترقی
ہو تاکہ انسان کو اپنی خضوع وعاجزی کے سوچنے
سمجھنے مین ترقی پیدا ہو اور ترقی مین وہ فائدہ
ہے جو نہ فقط اعلی درجہ کی تعظیم مین فائدہ ہے

الاعلیٰ وکافی لاحتطاط من الاعلی
الی الادنی وانما جعلت الصلوٰۃ دون
الفکر فی عظمۃ اللہ ودون الذکر الدائم
لان الفکر الصحیح فیہا لا یاتی الا من قوم عالیۃ
نفوسہم قلیل ماہم وسوی اولئک لو خاضوا
فیہ تبلدوا وابطلوا راس مالہم فضلا عن
فائدۃ اخری فی الذکر بدلیل ان یسترجعہ
عمل تعظیمی بعلۃ بجوارحہ وبعنوانی وادابہا بقلقلۃ
خالیۃ عن الفائدۃ فی حق الاکثرین لما الصلوٰۃ
فہی المعجون المرکب من الفکر المصروف بلقاء
عظمۃ اللہ بالقصد الثانی والالتفات المنتبہ
المتاتی فی کل واحد لا حجر لصاحب استعداد
الخوض فی لجۃ الشہود بان یخوض ہل اذا لک
منبہ لہ ومہیئہ ومن الادعیۃ المبینۃ لخلوص
عمل للہ وتوجیہہ وجہہ بلقاء اللہ وقصر الاستعانۃ
فی اللہ ومن افعال التعظیمیۃ کالسجود والرکوع
بصدر کل واحد عضد الاخر ومکملہ والمنبہ علیہ
فصارت نافلۃ لعامۃ الناس وخاصتہم تریاقا فی
الاربعین لکل انسان منہا استوجبہ اصل استعداد

نہ اعلےٰ درجہ سے اتر کر ادنے درجہ کی تعظیم کرنی ہین
وہ فائدہ

اس تعظیم کے لئے نماز کو مقرر کیا - فکر اور ہمیشہ
کے ذکر کو سبب تعظیم نہ ٹہیرایا - اسلئے کہ فکر صحیح
تو بجز ان لوگون کے جنکے نفوس عالی ہین ہو نہین
سکتا - اور وہ لوگ کم ہوتے ہین انکے سوای اور لوگ
اسمین پڑین تو احمق بنجاوین اور اپنی پونجی بھی کہو
بیٹھین - اور ذکر سوائے اسکے کہ کوئی تعظیمی
فعل ہاتھ پاؤن کا اسکی شرح و تائید کرے ایک آواز
ہوتی ہے جو بہت لوگون کے حق مین فائدہ سے خالی
ہوتی ہے اور نماز ایسے معجون مرکب ہے جسمین یہ بھی
ہوتا ہے جو قصد التفات سو خدا کی عظمت مین ہر ایک شخص
لگا سکتا ہے جسکو اس فکر مین غوطہ لگانیکی استعداد ہو اسکو
اس نماز مین کوئی مانع نہین ہے بلکہ نماز اسکو پہر
خوب لگاتے اور جگاتی ہے اور اس مین دعائین یعنی
ذکر بھی ہوتی ہین جو عمل کے خالص اور مونہہ کو خدا
کیطرف متوجہ کرنے اور خاص خدا سے مدد لینے کو بیان کرتی
ہین - اور اس مین فعل تعظیمی بھی ہوتے ہین جیسے رکوع
و سجود - ان مین ہر ایک دوسرے کا موئد و مکمل ہوتا ہے
پس نماز ہر ایک کے لئے عام ہون یا خواص نافع ہوئے
اور تریاق قوی التاثیر ٹہیری - تاکہ ہر ایک کو اس سے

وہ فائدہ پہنچے جو اسکی استعداد تقاضا کرے۔

اور بیان اسرار نماز کے اذکار و ہیئات مین کہا ہے

کہ جن صور تو نیکا نماز مین حکم ہوا ہے انکا مدار و مرجع کئی معنی ہین۔ از انجملہ عاجزی ثابت کرنا اور ہاتھ باندھکر ملا رکھنا اور دل کو وہ حالت سوجھنا جو رعایا کو بادشاہ کے پاس عرض کرنے کے وقت پیش آتی ہے یعنے ہیبت اور دہشت اور دونو قدمونکو ملائی رکھنا اور دہنے ہاتھ کو بائین پر رکھنا بادشاہ کے سوا اور طرف نگاہ نکرنا از انجملہ اپنے ذکر کو اور اسبات کو کہ اس نے خدا کو سب چیزون سے جن لیا ہے اپنی آنکھون اور ہاتھون سے بیان کرنا جیسے دل مین سمجھتا ہے اور زبان سے کہتا ہے جیسے دونون ہاتھ کا اٹھانا اور التحیات مین انگلی سے اشارہ کرنا تاکہ ایک کام دوسرے کا موید ہو اور از انجملہ یہ کہ صورت وقار و بہترین عادات کو اختیار کرنا اور تیسرے اور ایسی صورت سے جسکو اہل عقل پسند نکرین بچنا جیسے مرغ کا زمین پر چونچ مارنا یا کسی کیطرح بیٹھنا یا درندون کیطرح پاؤن کو بچھانا

از انجملہ یہ کہ عبادت طمانیت و نرمی سے ہو۔ جیسے جلسہ استراحت کرنا۔ اور قعدۂ اولی مین داہنا پاؤن کھڑا کرکے بائین پر بیٹھنا کیونکہ اس مین قیام کے لئے سہولت ہے اور دوسرے قعدہ مین ران پر بیٹھنا اس لئے کہ ایسے

وقال فی بیان اسرار اذکار الصلوٰۃ و ہیاتھا المندوبۃ الیہا والہیات المندوبۃ الیہا معان منہا تحقیق الخضوع وضم الاطراف والتنبیہ للنفس علی مثل الحالۃ التی یعتری السوقۃ عند مناجاۃ الملوک من الہیبۃ والدہش کوصف القدمین وضع الیمنی علی الیسریٰ وقصر النظر وترک الالتفات

ومنہا محاکاۃ ذکر اللہ وایثارہ علی من سواہ باصابۃ الید حذو ما یقابلہ بحیالہ ویقولہ بلسانہ کرفع الیدین وایماۃ المسبحۃ لیکون بعض الامر معاضدا للبعض

ومنہا اختیار ہیئات الوقار ومحاسن العادات والاحتراز عن الطیش والہیئات التی یذمہا اہل المروۃ وینسبونہا الی غیر ذوی العقول کمقر الدیک وافتراش الکلب والحقہ

ومنہا ان یکون الطاعۃ بطمانینۃ وسکون وعلی رسل الجلسۃ للاستراحۃ ونصب الیمنی والتورک فی القعدۃ الاولی لیکون ابسر لقیامہ والقعود علی الورک فی الثانیۃ لانہا اکثر راحۃ

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

امام زیادہ ہے

واما الاذکار فترجع الی معان منها ایقاظ النفس لتنبیه للخشوع الذی وضع له الفعل کاذکار الرکوع والسجود۔ ومنها الجهر بذکر الله لیکون تنبیها للقوم بانتقال الامام من رکن الی رکن کالتکبیرات عند کل خفض ورفع ومنها ان لا یخلو احاله فی الصلوٰة عن ذکر کالتکبیرات واذکار القومة والجلسة

اور ذکر کا مرجع بھی کئی معانی ہین از انجملہ دل کو جگانا تاکہ وہ عاجزی کے لئے خبردار ہو جسکے واسطے وہ فعل مقرر ہوا ہے۔ جیسے رکوع و سجود کے اذکار ہین از انجملہ یہ کہ وہ پکار کر ہوتا کہ مقتدی لوگ امام کا ایک رکن سے دوسرے رکن کیطرف رجوع کرنا جان جائین جیسے تکبیرات انتقال۔ از انجملہ یہ کہ کوئی رکن یا حالت ذکر سے خالی نرہے جیسے تکبیرات انتقال و اذکار قومہ و جلسہ ہین۔

وقال قُبَیل۔ اما الاذکار فلا بد من توقیته ایضا فان التوقیت اجمع لشملهم واطوع لقلوبهم وابعد من ان یذهب کل احد الی ما یقتضیه رایه حسنا کان او قبیحا۔ واما توزیع الرکعات علی الاعداد فمبنی علی آثار الانبیاء السابقین علی ما ذکر فی الاخبار انتهی کلامه مختصرا

اور اس سے تھوڑا سا پہلے کہا ہے کہ اذکار مین بھی تعیین چاہیے اس مین انکی پراگندگی سے جمعیت ہے اور انکے دلونکو تابع کرنا۔ اور اسے دور رکھنا کہ ہر ایک شخص جاوے جو اسکا خیال (اچھا ہو یا برا) چاہے رکعات کو خاص خاص عدد پر منقسم کرنا سو انبیاء سابقین کی روش و طریق پر مبنی ہے چنانچہ اخبار مین مذکور ہے کلام حضرت شاہ ولی اللہ باختصار تمام ہوا

یہ کلام بلاغت نظام بلا ریب قابل تسلیم و اعتقاد ہے۔ اور اسپر ہمارا اعتماد ہے اس مین وجوہات عقلیہ نماز کا خوب بیان ہے جو اہل ایمان کے لئے سبب اطمینان و موجب زیادت یقین و ایمان ہو سکتا ہے۔ ہمنے اسیواسطے ان وجوہات کو بتفصیل نقل کیا ہے کہ معتقدین اسلام مسائل اسلام کی خوبی پہچانین اور تعلیمات محمدیہ کے اسرار کا نمونہ دیکھہ لین۔ ولیکن یہ وجوہات ایسے عقلی نہین جنمین نقل و تقلید صاحب شریعت کا دخل نہو۔ ایسے قطعی

نہین جنمین چون وچرا عقل کی جگہ باقی نرہی ہو
بلکہ انکا تسلیم کرنا تسلیم چند امور پر (جو نقل و تقلید
شریعت سی مستفاد ہین) موقوف ہی اور سوالات
عقل کو ہنوز اسمین گنجائش ہے

وہ امور یہ ہین

(۱) حالت قرب کے حاصل کرنیکے لئے چند اقوال
وافعال کو مقرر کرنا

(۲) ان اقوال کو چند الفاظ و عبارات خاص
سے مخصوص کرنا

(۳) ان الفاظ کے لئے خاص خاص محل مقرر کرنا

(۴) ان الفاظ کی لئی خاص صفتہ جہر یا اخفاء تجویز کرنا

(۵) ان افعال کے اعداد اتباع انبیاء سابقین
پر چہوڑنا

وہ سوالات اس قسم سی ہو سکتی ہین

(۱) ان اذکار کو ان الفاظ سی کیون مقرر کیا - کیا
اس سے بہتر یا اسکی مثل کوئی اور لفظ نہ تھا

(۲) ان اذکار کو ان مواضع سی کیون مخصوص کیا -
اذکار رکوع سجدہ مین کیون جائز نہوئی اور اذکار
سجود رکوع مین کیون تجویز نکئی گئی

(۳) بعض اذکار کو جہر سے اور بعض کو اخفاء سے
کیون مخصوص کیا - التحیات کو جہراً پڑہنا کیون
تجویز نہوا اور سورہ فاتحہ کو سراً پڑہنا کیون نہ ٹہرایا

(۴) چہرہ کو خاک مین ملانا نوع تعظیم ہے تو تہوڑا سا
سر جھکا کر زمین سے خاک اٹھا کر چہرہ کو مل لینا
بجائی سجود کیون تجویز نہوا - اور فرش نفیس پر
سجدہ کرنا جہان وہ مقصود حاصل نہین ہوتا کیون
جائز رہا

جب ان خصوصیات نقل کو اس بیان مین دخل ہی
اور ان سوالات عقل کا یہان موقع ہے تو اس
بیان کو بجز ان لوگونکے جو عقل کو تابع نقل
سمجہتے ہین اور انبیاء کے بعض باتونکو بن سمجہے
بھی مان لیتے ہین کون مان سکتا ہے - نقل کو
بشرط مطابقت عقل ماننے والہ اس سے کب دستاویز
کر سکتا ہی یہان ایک سوال وارد ہوتا ہے
جو بادی النظر مین سخت و مشکل دکھائی دیتا ہے
وہ یہ ہی کہ یہ مسائل اگر بدون پابندی نقل و تقلید
صاحب شریعت سمجہہ مین نہین آتے اور اسمین
عقلی وجوہات کسی سی بن نہین سکتے - تو ہم
مذہب اسلام کی خوبی ہنود یا عیسائیونکو
جو ہماری مذہب و صاحب مذہب کے مقلد و معتقد
نہونگے کیونکر سمجہا دینگے اور انکو اسلام کیطرف
کیونکر بلا دینگے

اسکا جواب یہ ہو کہ اگرچہ ہم بہت سے مسائل اسلام کی وجوہات عقلی سمجھہ نہین سکتے ولیکن اُن سے بڑہکر مسائل کے وجوہات کو ہم خوب سمجھتے ہین اور اچھے طور پر بیان کر سکتے ہین چنانچہ اسکے تشریح ہم صدر تقریر مین کر چکے ہین

پس جب ہم کسی مخالف و منکر اسلام کو اسلام کیطرف بلاوینگے: اور محاسن اسلام اسکو سمجھاوینگے تو اُسکے سامنے مسائل نماز و روزہ و وضو و غسل و تیمم جو پورے پورے ہماری سمجھہ مین نہین آتے پیش نکرینگے۔

بلکہ انکو وہ مسائل اصول و فروع جنکو ہم خوب سمجھتے ہین اور اُنکی وجوہات عقلی بیان کر سکتے ہین بتا دینگے اور اُنکے ذریعہ سے اسلام کی خوبی انپر ظاہر کرینگے۔

اور جب وہ ان معقول المعنی معلوم الوجہ مسائل کے ذریعہ سے حسن حقانیت اسلام کو مان جاوینگے تو ان مسائل کو جو عقل مین نہین آتے وہ خود تسلیم کرلینگے اور آخر تک جس کسینے دین اسلام بلکہ ملل و مذاہب کا ذرا نام کو (بزعم خود) تحقیقا اختیار کیا ہی وہ اس سے بڑھکر کچھ نہین کرسگا۔ ایسا کوئی نہین ہوا جس نے کسی مذہب کے کل اصول و فروع پہ احاطہ کر کے اس مذہب

داخل ہو کر اسکی کلی جزئی باتوں کو عقل کے مطابق کر لیا ہو۔

پس جو بات کسی مذہب والے سے نہوئی ہو اور نہ ہو سکے وہ ہمسے کون طلب کر سکتا ہی۔ اور جب بات سے اسکا مذہب بنانے والا ہی اس سے اسلام پر الزام کیونکر آسکتا ہے اس امر کے زیادہ توضیح سمجھنا اثبات نبوت مین ہوگا ان شاء اللہ تعالے

اس بیان سے نیچر کو مذہب بنانے والون کے اعذار و دلائل کا جواب پورا ہوا۔ اور یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ شریعت کی بعض باتون کا عقل میں نہ آنا واجب التسلیم ہی نہ اس سے ہمارے قدیمی مخالفون (معتزلہ وغیرہ) کو انکار ہے اور نہ نیچر کو مذہب بنانے والون کو انکار کی گنجایش ہے

بالجملہ ہماری دلیل سیوم باتفاق کل صحیح و مسلم ہے یا یون کہئے کہ بالاتفاق مسلم ہونیکے لائق ہے

وباللہ التوفیق

باقی آئندہ

حصہ دوم

تتمہ مبحث کانشنس بضمن چند سوال وجواب

سوال (۱) اگر وجود قانون قدرت علاوہ اقرار وادراک عقل تمہارے نزدیک مشخص و مقرر نہین تو پھر رہبر وہادی عقل جو اسکو خطا سے بچاوے اور اسکے پہچانے ہوئے باتونکی صحت وسقم کا معیار ہو سکے تمہارے نزدیک کیا چیز ہے؟

جواب وہ نبی ہی جو عقل کے لئے بمنزلہ چراغ ہے جو راہ بیری کو ٹھوکر سے بچنے کی رہنمائی کرتا ہے۔

سوال (۲) اس نبی کی سچائی اور رہنمائی پر کیا دلیل ہے اور اسکی تصدیق کے کیا صورت ہے؟

جواب ہماری عقل ہی اسکی ہادی ہونے پر دلیل ہے اور اسکی تعلیمات کا عقل کے موافق ہونا اور اس نقص سے (جسنے عقل کو بے اعتبار کر دیا ہے) خالی ہونا اسکی تصدیق کرتا ہے

سوال (۳) جب تمنے عقل کو صداقت نبی پر دلیل ٹہیرایا تو پھر تمپر وہی اعتراض لزوم تناقض یاد ہوگا (جو تمنے مخاطب پر وارد کیا تہا) وارد ہوا

تقریر لزوم تناقض یہ ہے کہ پہلے تمنے عقل کو ادراک احکام مین بے اعتبار بنایا ہے پھر نبی کی سچائی ورہنمائی کے مین (جو منجملہ احکام ہے) اُسیکا اعتبار کیا۔

تقریر لزوم دور یہ کہ عقل کو ہدایت نبی کا محتاج ٹہیرایا۔ اور نبی کا ہادی ہونا تسلیم وتجویز عقل پر موقوف رکھا۔

جواب جواب مین ہمنے عقل کو بے اعتبار ٹہیرایا ہے۔ اُسی مین بعینہ اسکا اعتبار نہیں کیا۔ پس تناقض (جسمین وحدات ثمانیہ وحدت محل وحدت شرط وحدت جزو کل وغیرہ کا ہونا شرط ہے) کہان متحقق ہوا۔ اسکی بے اعتباری تو جملہ احکام کے ادراک مین ٹہیرائی گئی ہے اور معتبری فقط ایک حکم تصدیق نبوت مین مسلم ہوئی ہے۔ اور اسمین اُسمین کچھ تناقض واختلاف نہین۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز کی کل سے کسی حکم کی نفی ہو اور اُسکی جزو مین اسکا اثبات

تمثیلات

منطقی تمثیل

(۱) بصدق قولنا الزنجی لیس بابیض کلہ

مع صدق قولنا الزنجی اسود ای بعضہ
یعنے ہمارا یہ کہنا بھی سچ ہے کہ حبشی سیاہ
نہین ہوتا یعنے اسکا جسم سب کا سب ایسا
نہین ہوتا - اسلئے کہ اُسکے دانت و ناخن سفید
ہوتے ہین - اور یہ بھی سچ ہے کہ حبشی کالا
ہوتا ہے یعنے ماسوائے دانت وغیرہ کے اسکا
بدن سیاہ ہوتا ہے

عام فہم تمثیل

(۲) یہ کہنا بھی سچ ہے کہ فلان شخص منطق یا فقہ
یا حساب نہین جانتا - یعنے اسکے جملہ مسائل
سے واقف نہین اسلئے وہ ان علوم مین
اعتبار کلی کے لائق نہین - اور یہ بھی سچ
ہے کہ وہ منطق وغیرہ علوم جانتا ہے یعنے
بعض مسائل سے واقف ہے اسلئے انہین اسکا
قول معتبر

(۳) یہ چھری کاٹ نہین سکتے (یعنے لوہے کو)
سچ ہے - اسی کی نسبت یہ کہنا کہ وہ کاٹ سکتی
ہے (یعنے قلم کو) نیز سچ ہے
ایسا ہی بعینہ ہمنے عقل کے اعتبار و بے اعتباری
مین کیا ہے - جملہ احکام شرعیہ و تعلیمات نبویہ کے
بالاستقلال جان لینے مین اسکو بے اعتبار
ٹھیرایا ہے اور خاصکر تصدیق یا اسکے بعض
تعلیمات کے امتحان مین اسکا اعتبار کیا ہے

پر اسمین تناقض کہان پایا جاتا ہے

اسی تقریر سے اعتراض لزوم دور بھی
اُٹھ سکتا ہے اور اسمین یون کہا جا سکتا ہے -
کہ عقل ہدایت نبی کے محتاج ہے تو تمام احکام
کے جاننے مین محتاج ہے - اور نبی کو عقل
کیطرف حاجت ہے تو فقط نبوت کے اثبات
مین ہے یا اپنی بعض تعلیمات کی صداقت
جتانے مین ہے جن سے وہ نبی کو نبی مان لے
اور اسکی تعلیمات کو اس نقص سے (جو اسکو
اپنی تجویزات مین پیش آتا ہے (یعنے عجز و تناقض)
خالی جانکر اسکو حق جان لے) - اور کسی چیز
کا ایک بات مین کسیکا محتاج ہونا اور دوسری
بات مین اسکا اسی کیطرف حاجتمند ہونا جائز
و ممکن ہے -

تمثیلات

فلسفی تمثیل

(۱) ہیولے اپنے بقاء اور وجود مین صورت
کا محتاج ہے - اور صورت اپنی تشخص مین ہیولے
کی محتاج -

عام فہم تمثیل

(۲) دوربین اور آنکھ ایک دوسرے کی محتاج ہین آنکھ نہو تو دوربین کام نہین آتی - دوربین کے سوائے دور کی چیز دیکھو آنکھ دیکھ نہین سکتے دوربین اپنی قوت کے اثبات اور اپنی صداقت رویت کے اظہار مین آنکھ کے محتاج ہے - اور آنکھ دور کے مشاہدہ و رویت مین دوربین کے محتاج

آنکھ دوربین کو ان چیزون پر جنکو وہ خود دیکھہ سکتے ہے لگاکر اسکی قوت و صداقت کا امتحان کرلیتے ہی - پہران چیزون کے مشاہدہ مین جنکے رویت سے خود عاجز ہے اور اپنی ذاتی طاقت سے اُن تک پہنچ نہین سکتی دوربین کے محتاج اور معتمد اور اسپر معتمد ہو جاتی ہے -

(۳) آنکھ اور چراغ بھی آپسمین یہی نسبت رکھتے ہین آنکھ نہو تو چراغ کسی کام نہین آتا چراغ کے سوائے اندہیری کوٹھری مین آنکھ سے کام نہین نکلتا آنکھ چراغ کی روشنی کا مشاہدہ و تجربہ کرکے اسکا رہنما ہونا ثابت کرتے ہے - پہر چراغ اسکا رہنما ہو جاتا ہے یہی نسبت بعینہا ہمنے عقل اور نبی مین تجویز کے ہے - اور ایکے دوسرے کیطرف اسی قسم کے حاجت مسلم رکھی ہے

نبی نہو تو عقل سے ہم اُن اخلاق یا احکام کے (جو ثواب و عذاب اخروی اور رضایا عتاب الہی کے متعلق ہین) دریافت کرنیکا کام نہین لے سکتے -

عقل نہو تو نبی کا نبی اور ہادی ہونا پہچان نہین سکتے - عقل کے ذریعہ سے ہمنے نبی کو سچا جانا - اور اسکی تائید ہوئی - دس - بیس سو دو سو ہزار دو ہزار باتونکا حال دریافت الامر کے مطابق ہونا پہچانکر اسکو رہنما جان لیا - پہر عقل کو ان اخلاق کے جاننے مین (جنکو وہ پہنچ نہین سکتے اور اگر پہنچتی ہے تو اشتباہ و اختلاف مین رہتی ہے) اسکا محتاج قرار دیا - پس اسمین دور کہانتک لازم آتا ہے

یہ جواب ہمارے مخاطب والا مناسب نہین اختیار نہین کرسکتے اور اسکے ذریعہ سے اعتراض لزوم دور اور تناقض وہ اپنی تقریر سے اُٹھا نہین سکتے اسلئے کہ وہ اختلاف جہات توقف کے قائل نہین اور اسبات کے معتقد نہین کہ بعض باتونکے ادراک سے عقل انسانی عاجز ہے اور اسکے

جاننے اور ماننے مین پیغمبر کے محتاج و مقلد
بلکہ جیسے آپ عقل کو بلا استشناء ہادی کا
محتاج فرماتے ہین ویسے ہی علی العموم نبی کی
ہر بات کے سچائی حکم و شہادت عقل پر
موقوف ٹھیرتے ہین - پس وہ اس عموم
کی جانبین مین اعتبار کرنے سے وہ بات
نہین کہہ سکتے

سوال ان تقریرون سے اعتراض لزوم تناقض
و دور تو بے شک اٹھ گیا ولیکن اس سے ایک
اور **اعتراض** جو اس اعتراض سے بڑھکر ہے
پیدا ہوگیا

وہ یہ کہ عقل کو تمنے نبی سے وہ نسبت دی
ہے جو اوزار منطقی یا محاسب کو ایک بڑے
منطقی یا حساب دان سے ہوتی ہے - یا آنکھہ
کو دوربین یا چراغ سے حاصل ہے - جس سے
یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کبھی عقل بدون رہنمائی
پیغمبر بھی ادراک احکام کر سکتے ہے جیسے
آنکھہ بدون معاونت دوربین بعض اشیاء
کو دیکھہ سکتے ہے - اور یہ بات تمنے صراحۃ
بھی کہدی ہے کہ نبی کی رہنمائی اور اسکی
بعض تعلیمات کی سچائی عقل اپنی ذاتی قوت
سے پہچان سکتے ہے اور یہ بات تمہارے
اصل مذہب کے (کہ عقل بدون رہنمائی پیغمبر
اور ادراک احکام مین استقلال نہین رکھتی
اور حسن و قبح اشیاء عقلی نہین ہے) مخالف
ہے

جواب یہ اعتراض اسکی خیال مین آسکا جو
ہماری کلام کا مطلب نہ پائیگا - عقل کو آنکھہ
کے ساتھہ تشبیہ دینے سے یہ لازم نہین آتا
کہ جن باتون نبی سے خصوصیت ہے (یعنے ادراک
احکام حلال و حرام متعلق ثواب و عذاب اخروی
و رضا و عتاب الہی) عقل اسکو جان لے جیسا کہ
آنکھہ کو یہ لازم نہین ہے کہ جن چیزون کا
دیکھنا دوربین سے مخصوص ہے (یعنے
دور کے چیزون کو دیکھنا) آنکھو آنکھہ دور سے
دیکھ لے - ہان اگر اس تشبیہ سے عقل کا
بعض چیزون کو از خود جان لینا لازم آتا ہے
تو وہ انہین چیزون سے مخصوص ہے
جو ادراک عقل کے لائق ہین (یعنے ادراک
حسن و قبح بمعنی صفت کمال یا نقصان و بمعنے
مناسب یا مخالف طبع) جیسا کہ آنکھہ کے
لئے ان چیزون کا (جو طاقت چشم سے دکھائی

دیتی ہین اور دوربین کے محتاج نہین اور دیکھنا لازم ہے

رہا ہمارا یہ کہنا کہ عقل نبی کی رہنمائی اور اسکے بعض تعلیمات کی سچائی اپنی قوت سے پہچان سکتے ہے سو بہی اسبات کی منافی نہین اور نہ ہمارے اصل مذہب کے مخالف ہی ان چیزونکا ہمنے عقل سے پہچاننا تجویز کیا ہی تو بعد ورود شرع و رہنمائے پیغمبر کے کیا ہی۔ یعنے یہ کہا ہی کہ پیغمبر چراغ ہدایت عالم مین روشن ہوا اور اسکی بعض تعلیمات نے (جو ہماری عقل مین آتی ہین) ظہور کیا تو ہماری عقل نے اپنی ذاتی قوت سے جو بمنزلہ آنکھ کے اسمین ہے اسکی نورانیت کو دیکھ لیا اور ان تعلیمات کی حقانیت کو پہچان لیا۔ پس اسمین عقل کا بالاستقلال احکام کو جان لینا اور نبوت اور تعلیمات کو قبل ورود شرع و بعثت انبیاء پہچان لینا کہان لازم آیا اور ہمارے اصل مذہب کا خلاف کسطرح ہوا۔

یہ تب ہوتا جب ہم قبل بعثت و دعوت نبی کے اصل نبوت یا تعلیمات نبوت کو عقل سے جان لینے کے مدعی ہوتے۔ اور کسی ایسے پہاڑ کے (جہان دعوت نبی نہین پہنچے) باشندگان کا ان چیزونکو عقل سے جان لینا تجویز کرتے۔

اس امر کا تو ہماری کلام مین اشارہ بہی پایا نہین جاتا پہر وہ اعتراض اسکی طرف کسطرح متوجہ ہو سکتا ہی

اسی قسم کا یہان ایک اور **سوال** (۵) ہے جس نے اہل مذہب نیچر کو دہوکہ مین ڈال رکہا ہی وہ یہ ہے کہ جب عقل نے نبی کی نبوت کو (جو اصل اصول احکام ہے) اپنی ذاتی طاقت سے پہچان لیا اور ایسے بڑی بہاری مہم کو فتح کر لیا تو پہر وہ احکام شرعیہ عملیہ کو (جو نبوت کی فروعات ہین اور اس سے وہ نسبت رکہتی ہین جو تنکا پہاڑ سے رکہتا ہے) کیون پہچان نہین سکتے اور ان احکام کی تشریع و تجویز مین وہ کیون مہمل چہوڑے جاتے اور عاجز و نامعتبر خیال کیجاتے ہے

اسکا **جواب** بھی وہی ہے کہ یہ اعتراض بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ عقل نے نبی کی نبوت کو از خود کہان جانا ہے

کہ وہ اسکے فروعات کو از خود جان لے -
نبوت کو اس نے بن بتائے نہین جانا -
نبی نے اسکو اپنا نبی ہونا بتایا یا اپنی تعلیمات
کو ظاہر کیا تو اس نے اپنی طاقت سے (جو
بتانے سے جان جانیکے لئے اسکو دی گئی
ہے) اُسکو پہچان لیا - اسکی اس بہادری
و فہمندی کا لازمہ ہے تو اسیقدر ہے کہ جسطرح
اُسنے نبوت کو بتانے سے پہچان لیا ہے
اسیطرح احکام و تعلیمات نبوت کو بتانے
سے جان لے -

اسکا لازمہ یہ نہین ہے کہ وہ احکام و تعلیمات
نبوت کو بن بتائے جان لے اور جو کام
نبی کرتا ہے وہ کرنے لگے -

یہ کہنا ایسا ہی جیسا آنکھ کی نسبت کوئی یہ
کہے کہ جس حالت مین آنکھہ دوربین کو
(جو دور کی چیزین دیکھنے کے اہل اصول ہے)
دیکھ لیتی ہے اور اسی آنکھ سے اسکا دوربین
ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر وہ آنکھہ دور کے
چیز و نحو (جبکا دیکھنا دوربین کے فروعات
سے ہے) کیون نہین دیکھ لیتی - اور
دوربین کا کام خود کیون نہین دے سکتی
اور یہ کہنا جیسا ہے عقلا کو معلوم ہے

اس سوال کی غلطی کا منشا یہ

ہے کہ یہ لوگ نبی کے بتائی ہوئی باتو نکو
عقل سے سمجھ لیتے ہین تو انکو اپنی ہی عقل
کا نتیجہ خیال کرتے ہین - اور رہا بالغیب
یہ سمجھنے لگتے ہین کہ ان باتو نکو ہم فقط اپنی
عقل سے سمجھ رہے ہین - نبی نہوتا تو ہم
عقل ہی سے انکو سمجھہ جاتے اور جو نبی
نے بتایا ہے وہی بتاتے

جیسے کوئی احمق دوربین مین دور کی چیز
دیکھکر یہ سمجھنے لگے کہ جو چیز دوربین مین نظر
آتی ہے یہ فقط ہماری آنکھ کی طاقت کا
نتیجہ ہے - دوربین نہوتے تو اس چیز
کو ہم فقط آنکھہ سے دیکھ لیتے - مگر انکا
یہ خیال محال تب سچا ہو جبکہ وہ بدون استفادہ
و شاگردی نبی کے تعلیمات نبویہ کو عقل سے
بتا دین یا کسی ایسے شخص کی (جسکو تعلیمات
نبویہ نہ پہنچی ہون اور باوجود اسکے وہ
تعلیمات نبویہ پر مطلع ہوا ہو) نشان دہی کرین جیسے
آنکھہ سے دوربین کا کام لینا تب سچا
ہو سکتا ہے جبکہ دوربین کو آنکھہ سے جدا کرین اور جو دور

سے دیکھتے ہین وہ آنکھ سے دیکھکر بتا دین

سوال (۶) یہ تو خوب مدلل ہوا اور مسلم ہوگیا کہ عقل اصل نبوت یا بعض تعلیمات نبوت کو بن بتاے جان نہین سکتے اور ان معنی کر وہ استقلال نہین رکھتے ولیکن بتانے کے بعد جان لینے مین تو وہ استقلال رکھتی ہے اسلئے اصل نبوت یا بعض تعلیمات کے تسلیم کرنے مین وہ محض مقلد نہین بن جاتے اور اسکو وہ اسلئے نہین مان لیتے کہ وہ ارشاد نبی کو بحکم نبی واجب الانقیاد جانتی ہے۔ بلکہ اسلئے تسلیم کرلیتی ہے کہ وہ اس دعوے کی سچائی و خوبی اسکی ذات مین دیکھتے ہے اور اسکو اپنی فکر سے پہچانتی ہے اور اسکے ماننے کو اپنی تجویز و فیصلہ سے واجب جانتی ہے۔ اور اسکا یہ فیصلہ و استقلال بھی تمہارے اصل مذہب کے (کہ حسن و قبح اشیا عقلی و ذاتی نہین اور عقل بالاستقلال حاکم نہین) منافی ہے۔

جواب ان معنی کر عقل کا استقلال اور حسن و قبح اشیا مین اسکا حکم واد راک ہمارے انکار کا مورد و محل نہین ہے۔ ہمارا انکار تو ورود شرع سے پہلے عقل کے حاکم ہونے اور حسن و قبح اشیا کے عقلی و ذاتی ہونے سے مخصوص و مقید ہے۔ چنانچہ اصل اول مین ہمنے قبل ورود شرع کی قید لگا دی ہے اور صاف تصریح کی ہے کہ عقل نہ بذات خود حاکم ہے نہ محض بیکار۔ قبل ورود شرع عقل اشیا پر حکم وجوب یا حرمت لگا نہین سکتے اور بعد ورود شرع محض مقلد نہین بنجاتے۔ بلکہ یہ تجویز کرتے ہے کہ اچھی چیز مین یہ خوبی تھی اسلئے شارع نے اسکا حکم دیا۔ بری مین یہ برائی تھی اسلئے اس سے منع کیا۔ دیکھو صفحہ (۶۵) و (۶۷) رسالہ نمبر سوم جلد ہذا۔

یہ ہماری تصریح اسبات پر شاہد صریح ہے کہ ہمنے جو کہا ہے کہ عقل حاکم نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع حاکم نہین۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیا عقلی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ قبل ورود شرع عقل اسکو سمجھ نہین سکتی۔ اور جو کہا ہے کہ حسن و قبح اشیا ذاتی نہین اسکے یہ معنی ہین کہ اشیا بذات خود بدون بیان شارع اپنے حسن و قبح کی مظہر نہین ہوسکتی۔

بعد ورود شرع و بیان شارع عقل کا اشیا کے

حسن و قبح کو جان لینا اور انپر وہ احکام جو
نبی نے لگائے ہین اپنی طرف سے تجویز
کرنا اور انمین حاکم بنجانا یہ تو عین ہمارا
مذہب ہے پھر اسکا خلاف کیا معنی کہتا ہے۔

سوال جس حالت مین نبوت یا بعض تعلیمات
نبوت کا بتانے سے جان لینا عقل کی ذاتی
قوت و قدرتی ملکہ کا نتیجہ ہے اور وہ انہین
مستقل بالادراک مانی گئی ہے تو وہ بتانے
سے پہلے ان امور کو کیون جان نہین سکتے اور وہ
اپنے ذاتی ملکہ و قدرتی قوت سے کیون کام
نہین لے سکتی۔

جواب اسکی وجہ وہی ہے جو مادہ کے
بدون صورت اور آنکھ کے بدون دوربین
اپنی ذاتی طاقتون سے کام نہ لینے کی وجہ ہے
جو مادہ کی ذاتی و قدرتی طاقت کے کام ہین
وہ مادہ تعلق صورت سے پہلے کر نہین سکتا۔
اور جو آنکھ مین دوربین کے دیکھنے کی ذاتی
طاقت ہے وہ دوربین لگانے سے پہلے وقوع
مین نہین آتے

اسکی عام فہم تشریح باتنقیح یہ ہے
کہ انسان اپنی جبلت و فطرت مین علوم

وفنون کا متحمل ہے اور اسکے طبع مین
علوم کا مادہ موجود ہے لیکن وہ ہیولائے
مرتبہ مین کچھ نہین جانتا اور اپنی قدرتی
قوت و فطرتے ملکہ سے سب کچھ جان نہین سکتا
کوئی ایسا نہین ہوا جو ان کے پیٹ سے
عربی - فارسی - ہندی - انگریزی بولتا -
کیڑھیتا - کتاب پڑھتا - تیر بناتا - طبابت کرتا -
اقلیدس کے اشکال کا اثبات وغیرہ وغیرہ
کام کرتا پیدا ہوا ہو - یا پیدا ہوکر اپنے آپ
بدون تعلیم سب کچھ سیکھ گیا ہو -
بلکہ سوے چند باتون کے (جیسے کہا -
پینا سونا نر کا مادہ کیطرف متوجہ ہونا
فضلات کا دفع کرنا) جو الہام طبعی سے
وہ کر سکتا ہے اور اس الہام پر اکتفا کرنے
سے وہ چرند و پرند جانورون سے
بڑھ نہین سکتا سب کچھ وہ سیکھنے کھانے
سے کر سکتا ہے گو اس سیکھنے کا مدار اسکا
وہی فطری ملکہ ہوتا ہے اسیطرح وہ ان
اخلاق کو جنکا علم تعلیم انبیا پر موقوف
ہے وہ ذاتی ملکہ سے جان نہین سکتا -
اگرچہ بعد بتانے کے وہ اسی ملکہ سے انکو

(205)

جانتا ہے

(۸) **سوال** نبی کی بتائی ہوئی باتونکو عقل کن دلائل سے حق جانتی ہے اور اسکی رہنمائے وسچائی کو کن اصول سے پہچانتی ہے۔ اگر وہ دلائل عقلی ہین تو کیا انکے سمجھنے ولگانے مین عقل خطا نہین کرتی اور اسکی اس کارروائے پر مسٹر بکل کی وہ بات جو اس رسالہ کے صفحہ (۷۷) و (۸۱) و (۹۹) مین منقول ہوئی ہے صادق نہین آتی اور تمہاری ان دلائل کی جو تمنے خطاکاری وبے اعتباری عقل پر قائم کئے ہین وہ مورد نہین ہے؟

جواب اسکا تین مقدمات پر موقوف ہے جنکے تمہید جواب سے پہلے مناسب ہے۔

مقدمہ اولی۔ باتفاق فریقین عقل جیساکہ خطا کرتی ہے ویسی ہی مصیب† بھی ہے اور اسکی معلومات جیسے کہ غلط وخلاف واقع ہوتی ہین ویسی ہی صحیح ومطابق نفس الامر بھی ہوا کرتے ہین جو یقینیات کہلاتے ہین

تمثیلات

(۱) اجتماع نقیض محال ہے (۲) کل جزو سے اعظم ہوتا ہے (۳) ایک دو کا نصف ہوتا ہے (۴) چار کا عدد زوج ہے اور ایک کا فرد (۵) آفتاب روشن ہے (۶) آسمان اوپر ہے علی ہذا القیاس

مقدمہ ثانیہ کل اور جز جمیع احکام مین مساوی نہین ہوتے اور قلیل وکثیر باہم برابر نہین

تمثیلات

(۱) سو من کی چیز کو ایک آدمی اپنی ذاتی طاقت سے اٹھا نہین سکتا اور اسکا ایک ٹکڑا وہی ایک آدمی اٹھا سکتا ہے

(۲) ایک آدمی کو بہت سے کام کسی خاص وقت یا محدود حالت مین بتا دین تو وہ کر نہین سکتا انہین کامون سے ایک دو بتاؤ تو بخوبی کر لیتا ہے۔

مقدمہ ثالثہ وہ احتمال جو دلیل مین شک پیدا کرتا ہی اسکا بادلیل ہونا شرط ہے۔ مجرد احتمال جو دلیل سے پیدا نہو دلیل قطعی کو توڑ نہین سکتا

تمثیل

† ہماری اس بیان کو کوئی اس بیان کے مخالف نہ سمجھے جو ہم صفحہ ۷۴ مین عقل کے خطاکاری وبے اعتباری کی نسبت تحریر مین لا چکے ہین اسکی وجہ ہم ایک مستقل سوال کے جواب مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے۔ **حاشیہ**

ہمنے آنکھہ سے زید کا مشاہدہ کیا پس تہوڑی دیر آنکھ بند کرکے پہر اُسکو دیکھا تو بعینہ وہی نظر آیا - اسمین یہ احتمال کہ جو زید ہمنے پہلے دیکھا تھا وہ ایک آن مین معدوم یا ہوا ہوگیا اور اسی آن مین دوسرا شخص اسے صورت کا موجود ہوگیا ہے ہماری اس یقین کو (کہ یہ وہی زید ہے) اٹہا نہین سکتا اور ہمارے مشاہدہ کو جو اس یقین کی دلیل ہے وہ رد نہین کرسکتا[۱] -

جب یہ مقدمات ممہد ہوچکے تو اب جواب دیا جاتا ہے کہ جن اصول و دلائل سے عقل نبی کے رہنمائی اور اسکی بتائی ہوئی باتونکی سچائی پہچانتی ہے وہ اصول قطعیات سے ہین پس بحکم مقدمہ اولے خطاء عقل کو اسمین گنجائش دخل نہین ہے - اور چونکہ وہ معدودے چند ہین اور جس محل مین وہ لگائے جاتے ہین (یعنے نبوت یا اسکی بعض تعلیمات کے ثبوت مین) وہ بھی محصور و معدود ہین اسلئے بحکم مقدمہ ثانیہ انکی قلت اور اُنکی طرف عقل کے پوری توجہ کے سبب وہ خطاکاری کا ایسا احتمال نہین رکہتی جیسے جملہ احکام کا عقل سے جاننا - اور وہ مسٹر بکل کی بات کے ایسی مورد نہین ہوسکتے جیسے سب چیزونکا عقل سے جان لینا اسکا مورد ہے - یہی وجہ ہے کہ جہان ہمنے کلام خصم پر مسٹر بکل کے بات کو بطور اعتراض وارد کیا ہے وہان احکام کو جملہ یا کلیہ کی قید[†] سے مقید کیا ہے - پہر باوجود قطعیت دلائل اثبات نبوت ان مین مجرد یہ احتمال کہ عقل نے اسمین بھی خطا کی ہوگی بحکم مقدمہ ثالثہ مضر قطعیت دلائل نہین ہوسکتا ہے -

سوال (۹) وہ دلائل ایسے قطعی ہین تو ادراک احکام مین وہی رہبر و ہادی عقل کیون نہین ہوسکتے اور ان اصول کے ہوتے عقلاء ہدایت انبیاء کے کیون محتاج ہین -

جواب وہ اصول باوجود قطعیت و صحت ان احکام کے ادراک کے لئے (جو انبیاء سے مخصوص ہین) کافی نہین ہوسکتے - اور وہ اثبات رضا و عتاب الٰہی و ثواب عذاب اخروی کر نہین سکتے -

انکا مفاد و نتیجہ اتنا ہی ہے کہ وہ واقعات عالم

† دیکھو صفحہ (۸۰) و (۸۱) و (۹۹) وغیرہ ۱۲

ناسوت کو ثابت کرین نہ یہ کہ سارے عالم ملکوت پر (جنکا علم خواص نبوت سے ہے) اطلاع کا سبب ہو جاوین -

سوال (۱۶) وہ کونسے اصول ہین جو واقعات ناسوت کو ثابت کرتے ہین اور سارے عالم ملکوت پر اطلاع کا سبب نہین ہو سکتے - انکو مثال دیکر سمجھاؤ اور انکا یہ خاصہ جو بیان ہوا دلل کر دکھاؤ

جواب از انجملہ یہ اصول ہین اجتماع نقیضین محال ہے - اور تناقض مستلزم کذب ہے اور کذب خلاف واقعہ ہوتا ہے - اور جسکے کلام مین تناقض پایا جاوے وہ سچا نہین ہوتا -

ان اصول کو عقل بخوبی سمجھتے ہے اور بناء علیہ جھوٹے کو جھوٹا اور سچے کو سچا جان لیتی ہے - اُنہین سے وہ اپنی کارروایو نکو (جنمین اُسکا کوئی رہبر و ہادی نہین ہوتا اور انمین اختلاف و تناقض پایا جاتا ہے) غلط سمجھتے ہے اور انہین کے رو سے نبی کی رہنمائی اور اُسکی بتائی ہوئی باتو کو سچائی پہچان لیتی ہے - ولیکن باایںہمہ وہ ان اصول سے ہزارون سچی باتین عالم ملکوت کی (جنکا علم انبیا سے مخصوص ہے) پہچان نہین سکتے - **باقی آئندہ**

شکریہ و شکایت

از نبیل سید احمد خان صاحب سی ایس آئی اور اُنکے حواریین کے ہم دل سے شکر گذار ہین کہ وہ کسی نہ کسی پیرایہ مین ہمکو مخاطب فرماتے ہین اور اس خطاب کے ذریعہ سے ناظرین پر چہ تہذیب الاخلاق کو ہمارے رسالہ اشاعۃ السنہ کے مطالعہ کیطرف توجہ دلاتے ہین جسکے سبب سے بہت ناظرین تہذیب ہمارے رسالہ کو شوق سے لینے لگے ہین - اور کئی اُنہین سے تہذیب الاخلاق کی تقلید چھوڑ کر حق کیطرف مائل ہو گئے ہین ہم اس امر کو بحکم کان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم از بس غنیمت و کامیابی جانتے ہین اور اسمین جناب ممدوح کا احسان مانتے ہین - ایک بڑی ہماری وجہ سپاس و ستائش جناب کی یہ ہے کہ جو باتین ہمنے آپ لوگو کی نسبت نمبر سوم و چہارم اشاعۃ السنۃ کے صفحہ

(۶۶) و (۸۲) و (۱۰۶) و (۱۰۷) و (۱۰۹) و (۱۲۲) وغیرہ مین لکھی ہین کہ یہ لوگ بہت سے احکام شرع کو دین سے مٹاتے ہین اور بعض احکام کو ہنسی مین اُڑاتے ہین - بہشت کو چکلہ کہتے ہین - معجزات انبیاء سے منکر ہین - ملائکہ اور جبرئیل کو سوائے قوت خیال کے کچھ نہین سمجھتے - نبوت و پیغمبر کو بجز نتیجہ عقل و فکر کچھ نہین جانتے - قرآن پیغمبر ہی خود ادا کر رہے ہین اور تھوڑے زمانہ مین دعوے نبوت کرنیکو مستعد ہین"

ان سب باتونکو آپ اور آپکے احباب نے کھلا کھلا تسلیم کیا ہی اور میرے بیان و خیال کو اچھی طرح تصدیق کیا - چنانچہ صفحات (۲۴) و (۲۶) و (۵۰) و (۵۱) و (۵۶) و (۶۱) وغیرہ تہذیب الاخلاق اور صفحہ (۴۳۴) و (۴۳۵) سفیر ہند (جسمین جناب ممدوح کے ایک خلیفہ کا مضمون مندرج ہے) ان باتونسے ثبوت پر شاہد صریح ہین -

از انجملہ ایک دو فقرہ مین اسمقام مین تشویق ناظرین کے لئے نقل کرتا ہون - بقیہ کے تفصیل سیری آئندہ پرچون مین ہوگی -

انشاء اللہ تعالے

تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ مین آپنے ایک مضمون لکھا ہی جسمین جملہ احکام معاملات مخاصمات - عادات وغیرہ کو دین سے خارج کیا ہی - اسکے صفحہ (۲۴) مین اونچی ازار پہننے کا خاکہ اُڑایا ہے اور صفحہ (۲۶) مین حقیقت جبرئیل سے (جو اسلام مین مقرر ہے) ان الفاظ سے انکار کیا ہے "جو درحقیقت اس ملکہ کے محرک تہین جسکو ملکہ نبوت یا ملکہ وحی یا جبرئیل امین سے تعبیر کیا جاتا ہے" تہذیب الاخلاق ماہ رجب کے صفحہ (۵۰) مین آپکے ایک خلیفہ صاحب نے لکھا ہی "اس انیسوین صدی کے نوپیغمبر و معجزے نہین ہین کہ محققین اور حکماء قوانین فطرت کو دریافت کر کے اہل دنیا کو خدا کا جلال اور قدرت دکھادین کہ انکے آگے معجزات انبیاء کی کیا حقیقت تھی کہ وہ شان کبریائی دکھاتے - معجزات حقیقت مین ایک بہانہ متی کا سا مانگ تہا جسمین سب کچھ تہا اور کچھ نہ تہا - حقیقت مین غور سے دیکھئے تو سارے الہامی مذہب نیچر کے بدعتی فرقہ ہین -

(۲۰۶)

جب مذہب نیچر کے خلاف ایک طوفان عظیم برپا ہوا تو کوئی دانشمند جسکو پیغمبر کہو یا اوتار اس بدعت کے دور کرنیکے واسطے ایک مذہب نیچر پر مذہب کے اصول پر قائم کرنا چاہا اسیکے صفحہ (۶۱) مین آپ فرماتے ہین۔ "قدیم اصول یہ ہے کہ خدا کی عظمت و قدرت اسمین ہے کہ وہ پانی سے آگ اور آگ سے پانی کا کام لے سکتا ہے۔ جدید اصول یہ ہے کہ اسمین خدا کی قدرت مین بٹا لگتا ہے" **ولیکن** باوجود اس سپاس و ستایش کے ہم چند امور کے سبب آپسے شاکی بھی ہین

(۱) یہ کہ آپ ہمارے جواب خطاب مین سلسلہ کلام و ترتیب مرام کا لحاظ نہین فرماتے اور جن امور کو ہمنے متنازع فیہا قرار دیا ہے اور نمبر ششم مین انکو مشخص و معین کر دیا ہے اُنہین قلم نہین اُٹھاتے۔ کبھی کوئی بات اُڑتے پڑتے کہدیتے ہین۔ کبھی کوئی ذکر سنا دیتے ہین۔ کبھی دہلی کی بدعتی کا ذکر کبھی نیچر کا ترجمہ۔ کبھی ٹشنے سے اونچی ازار کا بیان۔ کبھی خدا کے جبل طور اُٹھانے کا عدم امکان۔

(۲) اس بے ترتیبی کے ساتھ بھی جو کچھ لکھتے ہین اسمین بھی جزو دعاوی اپنے خیالات کے اظہار پر اکتفا کرتے ہین۔ اثبات ثبوت و تشریح جیسے کہ ہم چاہتے ہین قلم مین نہین لاتے مسئلہ نیچر ہی کے ثبوت کو خیال کر لو اسمین آپنے دو دفعہ قلم اُٹھائی ہے اور آپکے ایک خلیفہ نے ایکدفعہ خامہ فرسائی کی پر کسی صاحب نے نیچر کی حقیقت کی تشریح کی ہے اور نہ اُسکے ثبوت پر کوئی دلیل قائم کی ہے۔ سبھی صاحب بمناقب و فضائل نیچر بیان فرماتے ہین۔ ہمارے اس سوال کا (کہ وجود نیچر جسمین تصرف قرار داد عقل کا دخل نہو کہان مشخص ہے؟ اور اس سے استنباط احکام حلال و حرام نماز روزہ حج زکوٰۃ۔ نکاح۔ طلاق وغیرہ کیونکر ممکن و متصور ہے) جواب کوئی صاحب نہین دیتے

(۳) باوجودیکہ آپ لوگ تہذیب کے مدعی ہین اور بزعم خود اس دیار مین آپ ہی اسکے بانی مبانی پہر اسکی رعایت اپنی تحریرون مین نہین کرتے۔ اور اپنے مخاطبین اور اُنکے گروہ کو تمسخر و توہین سے یاد فرماتے ہین۔ مضمون انشاء اللہ۔ و تحقیقات مذہب

تہذیب الاخلاق و مضمون سفیر ہند مذکور میرے
اس بیان پر شاہد ہے
پس بعرض ان شکایات کے ہم بڑے ادب سے
ملتمس ہین کہ آپ ان باتون کیطرف توجہ فرماوین
ہماری باتونکا جواب حسب مدعا ادا کرین - اور
اپنی اور اپنی خلفاء کے اقلام کو نا ملائم الفاظ کی
تحریر سے بچاوین

معذرۃ وموعدۃ

تہذیب الاخلاق بابت ماہ جمادی الثانیہ و بابت
ماہ رجب کے جملہ مضامین مین ہمکو کلام ہے اور خاصکر
مضمون مذہب و معاشرت (جو اکثر احکام
شرعی کا ناسخ و مبطل ہے) اور مضمون **معجزہ و
کرامت** (جنمین خوارق انبیاء سے انکار ہے
اور رقیہ سنت نبویہ کی ہنسی اور مضمون **مذہب
انسان کا امر طبعی ہے** (جسمین
آپنے کفر و اسلام کو ایک کر دیا ہے اور صورت و خیال
پرستی مین انبیاء کو ہمسر مشرکین بنایا) اور مضمون
مذہبی خیال (جسمین اصول نبویہ کو اصول
جاہلیہ بتایا ہی اور اصول نیچریہ کو اصول نبویہ)
مین ہمکو بتفصیل بحث منظور ہے - ولیکن چونکہ
ہم خود یک انار و صد بیمار کے مصداق ہین
اور ہمارا رسالہ ایک مقدار مخصوص مین محدود
ہے - اسلئے ہم سبھی مضامین سے یکبارگی
بحث نہین کر سکتے - بلکہ ہر ایک سے بتدریج
و ترتیب شیئاً فشیئاً بحث کر سکتے ہین -
ناظرین صبر کو کام مین لاوین یا ارسال زر
چندہ مین ہمتونکو بڑہاوین - ہم زیادہ تکلیف
نہین دیتے جو جو کچھ سب صاحب پہلے مقرر کر چکے
ہین - اسیکا مطالبہ کرتے ہین -
اگر اس رسالہ کی آمدنی کم سے کم ایکسو روپیہ
ماہوار ہو جائے تو ہم بجاے دو جزو چار
جزو کا رسالہ نکالین اور ایک اپنا نائب ملازم
رکھکر حساب و کتاب و جوابات مراسلات وغیرہ
امور متعلقہ رسالہ مین (جو ہمارے گلوگیر ہین)
اس سے مدد لین - اور آپ اسی کام مین ہمہ تن
مصروف ہو جائین -
اس پرچہ کے ناظرین و خریدار بہوپال وغیرہ بلاد مین
ایسے بھی ہین کہ اگر وہ اکیلے اسقدر ماہوار کو اپنے ذمہ
اٹھالین تو استطاعت رکھتے ہین - ولیکن
ہم نہین جانتے کہ باوجود ہماری ہمیشہ کی شکایت
کی انکو اسطرف کیون توجہ نہین ہوتی -
اور ہوگی تو کب ہوگی -

Digitized by Khilafat Library Rabwah.